سمجھ میں آنیکی بات سمجھ میں نہیں آتی

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی قوم و ملک کے دن بُرے آتے ہیں تو عوام کی عموماً اور خواص کی خصوصاً
فتور آجاتا ہے اور وہ اُس بات کو نہیں سمجھتے جو سمجھ میں آنے کی ہوتی ہے۔ چند روز ہوئے کہ چند ممتاز
کے ساتھ دیہاتوں میں اسلامی ابتدائی مدارس کے معائنہ کیلئے جانا پڑا۔ اساتذہ اور مدرسوں کے معائنہ
قرآن مقدس کے معنی و مطلب کیساتھ عام اور لازمی ہونیکے متعلق جو گفتگو ہوئی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ سمجھ
بات سمجھ میں نہیں آتی۔ مثال کے طور پر ذیل کی گفتگو ہدیۂ ناظرین ہے۔

میں۔ ان مدرسوں میں سب کچھ ہے لیکن وہی نہیں جس کو ضرور ہونا چاہئیے تھا یعنی قرآن مجید کی تعلیم معنی
صورتاً و سیرتاً ایک علی گڈھ ہی مسلمان۔ یہ کیونکر ممکن ہے مثلاً وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا کو لیجئے اسکے
کیا بتائیں گے اور بچہ کیا سمجھائے گا۔

میں۔ وہی جو اسکے معنی ہیں اور اگر آپ اسکو مشکل سمجھتے ہیں تو کم سے کم سارا قرآن تو ایسا نہیں ہے

دوسرے صاحب۔ قرآن مجید کی تعلیم اگر معنی و مطلب کیساتھ عام کیگئی تو لوگ گمراہ ہو جائیں گے۔

میں۔ قرآن مجید سے اس وقت تک کوئی گمراہ نہیں ہو سکتا جب تک ہدایت کا طالب ہو۔

مہتمم مدارس۔ ان بچوں کیلئے اُردو میں جو کچھ مسائل لکھے ہوئے ہیں آخر وہ بھی تو قرآن
سے لکھے گئے ہیں۔ لہٰذا قرآن کی کیا ضرورت ہے۔

میں۔ قرآن ہر حال میں قرآن ہے اور فطرتِ انسانی کے مطابق اسکی جامعیت اور افہام و تفہیم کو کوئی
زبان اور انسانی تالیف و تصنیف نہیں پا سکتی۔ اسی سبب سے تو قرآن مہجوری کی حالت میں پڑا ہوا ہے میں اتنا
کہ قرآن پڑھنے کی کتاب ہے اس کو پڑھنا چاہئیے۔

ایک فلسفی بی۔ اے۔ قرآن مجید میں آپ کہیں یہ بتا دیں کہ اسکو معنی و مطلب کیساتھ پڑھنے کو لکھا ہوا ہے۔

میں۔ یہ تو ہر صفحہ اور ہر ورق پر لکھا ملیگا مگر آپ خدا کیواسطے کسی ایک جگہ بھی دکھلائیے کہ بے معنی و مطلب کے پڑھنا چاہئیے

ایک مشہور عالم۔ تسلیم کہ قرآن مجید کی تعلیم معنی و مطلب کیساتھ عام اور لازمی ہونا ضروری ہے مگر تعلیم دینے والے
مل گئے اس وقت تک اس کا فائدہ نہ ہوگا جب تک قرآن پڑھانیوالے قرآن نہ بن لیں۔

میں۔ مولانا! اسکے ایک پہلو کو تو میں بھی تسلیم کرتا ہوں لیکن دوسرا پہلو یہ ہے کہ کام کو آسان کرنا چاہئیے اور اس انتظار میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

افعالِ رذیلہ کی بُرائی اور قرآن

مُنافِقت

سورۃ		رکوع
سورۃ	وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ	رکوع
بقرہ	وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ؕ	۲

اور لوگوں میں بعضے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخری دن پر
حالانکہ وہ بالکل ایمان والے نہیں۔

آیت شریف میں منافقت اور منافقوں کی بُرائی ہے۔ دین کے معاملے میں تو یہ چیز انتہائی خراب ہے۔ اور ایسا شخص بے ایمان ہونے کے سبب حد درجہ ذلیل ہے۔ لیکن عام انسانوں کے لیے بھی یہ چالبازی ہر حیثیت سے مذموم ہے، تہذیب و تمدن کے لیے مضر اور سوسائٹی کے لئے شرمناک ہے۔ افسوس ہے کہ کرّہ عیسائی دنیا نے دین کو اس زہریلی فضا سے مسموم کردیا ہے اور آج اس کیلئے لفظ پالیسی کا مشہور ہے حالانکہ اصل میں ایسا نہیں۔

آیت شریف کا یہ مطلب ہے کہ خالص و مخلص ہوکر اللہ پر ایمان لانا چاہیئے اور دین کے معاملے میں اپنے کو ایک طرف کر لینا چاہیئے۔ آگے کی آیتوں میں یہ بیان بھی ہے کہ ایسا چالباز آدمی دراصل

دوسروں کو دہوکا نہیں دیتا۔ چونکہ ذلیل فعل کا مرتکب ہوتا ہے اس لئے اپنے ہی کو دھوکا دیتا یعنی نقصان پہنچاتا ہے اگرچہ اپنی ناسمجھی سے سمجھتا ہے کہ دوسرے کو دہوکا دے رہا ہے حالانکہ اپنے کو دہوکا دیرہا ہے۔ سبحان اللہ قرآن مجید کے براہین قاطعہ میں کس قدر لاجواب ہیں۔

بہت قسمیں کھانا

سورۃ	وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝	رکوع
القلم	اور آپ کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت قسمیں کھاتا ہے۔	۱

آیتِ شریف میں آنحضرت صلعم کو فرمایا گیا ہے کہ آپ ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت جھوٹی قسمیں کھاتا ہے۔ اس سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ عادۃً اکثر جھوٹے آدمی بہت قسمیں کھایا کرتے ہیں۔ گویا یہ بات مذموم ہے۔

حسد

سورۃ	وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ	رکوع
فلق	اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے	۱

آیتِ شریف میں حاسد کے حسد کی بُرائی سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہی گئی ہے کہتے ہیں کہ آسمان پر بھی سب سے پہلا گناہ حسد تھا۔ اور زمین پر بھی۔ ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام پر حسد ہی کیا تھا اور ہابیل کے ساتھ قابیل بھی حسد کا ہی مرتکب ہوا تھا۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ حسد کرنے سے احتراز کرتے رہو اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی یا گھانس کو کھا جاتی ہے

بہادر ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (اور تو بہادر مشہور ہو گیا)

غصہ کی برائی

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ

اور فرو کرنے والے ہیں غصے کے اور معاف کرنے والے ہیں آدمیوں سے

آیت شریف سے غصہ کی برائی ثابت ہے اور اُن لوگوں کی تعریف ہے جو غصہ کو برداشت کریں اور قصور والوں کے قصور کو معاف کردیں۔

ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے درمیان پہلوان کس کو شمار کرتے ہو اصحاب نے کہا کہ پہلوان وہ ہے جس کو مرد نہ پچھاڑ سکیں حضرت صلی اللہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نہیں ولیکن پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے کو قابو میں رکھے۔

حدیث میں غصہ کو دور کرنے کی ترکیبیں بھی بتلائی گئی ہیں۔ ارشاد ہے کہ غصہ شیطان سے ہے اور شیطان کی پیدائش آگ سے ہے تو جب کسی کو غصہ آئے تو چاہئے کہ وضو کرلے یہ بھی ارشاد ہے کہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم یعنی میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے پڑھ لے اور یہ بھی ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے پھر اگر اس کا غصہ دور ہو جائے تو فبہا نہیں تو لیٹ جائے۔

عرب دو شخصوں کو غصہ میں جھگڑتے دیکھتے ہیں تو باواز بلند درود شریف پڑھتے ہیں اور شاید اُن لوگوں کو بھی پڑھنے کو کہتے ہیں جو غصہ میں ہوتے ہیں نتیجہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد لڑائی بند ہو جاتی ہے اس میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ ذہن منتقل ہو جاتا ہے اسلئے غصہ فرو ہو جاتا ہے۔

غصہ اور غضب کے متعلق یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ جو شخص جس قدر زیادہ با اختیار اور قوت والا ہو

اُس کو اتنا ہی غصہ سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اگر بادشاہ یا حاکم اپنے غصہ کے وقت حکم نافذ کرے تو یقیناً زیادہ نقصان وہ ہے۔ اسی لیے اللہ کی رحمت اُس کے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔ ورنہ بنی آدم بیچارہ اس در کے بعد کہاں ٹھکانا پاتا۔

چغلی اور طعنہ زنی

سورۃ	هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ⑪	رکوع
القلم	بے وقعت ہو طعنہ دینے والا ہو چغلیاں لگاتا پھرتا ہو	۱

قرآن مجید کی اس چھوٹی سی آیت میں افعال رذیلہ کی تین چیزوں کی بُرائی بیان کی گئی ہے افعال رذیلہ کا ہر فعل انسان کو بے وقعت کر دیتا ہے۔ طعنہ زنی اور چغلخوری بھی انہی میں سے دو ہے۔ جس سے بچنے کا حکم ہے۔

ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے صحابہ رضؓ نے کہا کہ اللہ اور اُس کا رسول خوب جانتا ہے۔ فرمایا اپنے بھائی مسلمان کی اس بات کا ذکر کرنا جو اس کو بری معلوم ہو۔ اس پر ایک مرد نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر وہ بات جو میں کہتا ہوں میرے بھائی میں موجود ہو جب بھی غیبت ہے۔ فرمایا کہ جو عیب تو اس کا کہتا ہے اگر اس میں موجود ہو تو بس یہی غیبت ہے۔ اور اگر وہ عیب جو تو کہتا ہے موجود نہ ہو (جب) تو تو نے اُس پر بہتان باندھا یعنی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے میں نے کہا یا حضرت آپ کو صفیہ رضؓ سے پستہ قد ہونے کا عیب کافی ہے۔ یعنی اِس سے بڑھ کر اور کیا عیب ہے۔ آپ صلعم نے فرمایا کہ البتہ تو نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اِس کو دریا میں ملایا جائے تو اُس میں ملایا جائے یعنی یہ بات ایسی بُری ہے کہ اگر یہ بالفرض جاندار ہو اور سمندر میں ملائی جائے تو سمندر کا تمام پانی بگاڑ ڈالے۔ عائشہ رضؓ نے کہا۔ میں نے

گویا کہ حسد کو آگ سے مثال دی گئی ہے۔

چونکہ حسد اُس شخص کے ساتھ کیا جاتا ہے جس سے محبت نہیں ہوتی اس لئے دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ "قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم لوگ کبھی بہشت میں داخل نہ ہو گے۔ تاوقتیکہ تم ایمان نہ لاؤ اور تم لوگ کبھی ایماندار نہ ہو گے جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرو گے میں تم کو ایک ایسی بات بتلائے دیتا ہوں جس پر عمل کرنے سے تم لوگوں میں ایک دوسرے سے محبت ہو جائے گی اور وہ بات یہ ہے کہ تم لوگ آپس میں سلام پھیلایا کرو (یعنی ہر مسلمان شخص کو سلام کیا کرو عام اس سے کہ جان پہچان ہو یا نہ ہو)

افسوس ہے کہ اکثر مسلمانوں نے آج اپنی ظاہری صورتوں کو بگاڑ لیا ہے اس لئے اکثر شبہ کی وجہ سے اُن کو سلام کرتے ہوئے آدمی پس و پیش کرتا ہے اور اس اعلیٰ تعلیم کی برکتوں سے محروم رہتے ہیں۔

حرص

سورۃ	الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ	رکوع
الہمزہ	وہ جمع کرتا ہے مال کو اور گن گن کر رکھ چھوڑتا ہے	۱

آیتِ شریف میں مال جمع کرنے والے کی مذمت ہے جو کثرتِ مال کی خواہش اور بخل ہر دو پر اطلاق کیے جانے کے قابل ہے۔ ننانوے کا پھیر مشہور ہے۔ خدا کسی کو اس میں مبتلا نہ فرمائے۔

حقیقت میں مال تو اس لئے ہے کہ اُس سے نیکیاں خریدی جائیں۔ اپنے اپنے اہل و عیال اپنے کنبے اپنی قوم اپنے ملک اپنے مذہب اور اللہ کی مخلوق کو اُس سے فائدہ پہنچایا جائے نہ کہ مرجانے کے بعد بینک میں چھوڑ جانے کے لئے۔

اللہ تعالیٰ جس کو مال عطا فرماتا ہے اُس کو گویا اپنا خزانہ دار اور امانت دار بناتا ہے [illegible]

اُس کو اتنا ہی غصّہ سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اگر بادشاہ یا حاکم اپنے غصّہ کے وقت حکم نافذ کرے تو یقیناً زیادہ نقصان دہ ہے۔ اسی لیے اللہ کی رحمت اُس کے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔ ورنہ بندہ بیچارہ اس در کے بعد کہاں ٹھکانا پاتا۔

چغلی اور طعنہ زنی

رکوع	ھَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ⑪	سورۃ
۱	بے وقعت ہو طعنہ دینے والا ہو چغلیاں لگاتا پھرتا ہو	القلم

قرآنِ مجید کی اس چھوٹی سی آیت میں افعال رذیلہ کی تین چیزوں کی بُرائی بیان کی گئی ہے افعال رذیلہ کا ہر فعل انسان کو بے وقعت کر دیتا ہے۔ طعنہ زنی اور چغلخوری بھی اسی میں سے دو ہے۔ جس سے بچنے کا حکم ہے۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے صحابؓ نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ فرمایا اپنے بھائی مسلمان کی اس بات کا ذکر کرنا جو اس کو بری معلوم ہو۔ اس پر ایک مرد نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر وہ بات جو میں کہتا ہوں میرے بھائی میں موجود ہو جب بھی غیبت ہے۔ فرمایا کہ جو عیب تو اس کا کہتا ہے اگر اس میں موجود ہو تو بس یہی غیبت ہے۔ اور اگر وہ عیب جو تو کہتا ہے موجود نہ ہو (جب) تو تو نے اُس پر بہتان باندھا یعنی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے میں نے کہا حضرت آپ کو صفیہؓ سے پست قد ہونے کا عیب کافی ہے۔ یعنی اس سے بڑھ کر اور کیا عیب ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ البتہ تو نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اس کو دریا میں ملایا جائے تو اس میں ملایا جائے یعنی یہ بات ایسی بری ہے کہ اگر یہ بالفرض جاندار ہو اور سمندر میں ملائی جائے تو سمندر کا تمام پانی بگاڑ ڈالے۔ عائشہؓ نے کہا۔ میں نے

دیا کہ حسد کو آگ سے مثال دی گئی ہے۔

چونکہ حسد اُس شخص کے ساتھ کیا جاتا ہے جس سے محبت نہیں ہوتی اس لئے دوسری حدیث
ں ارشاد ہے کہ" قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم لوگ کبھی بہشت میں
ل نہ ہوگے۔ تاوقتیکہ تم ایمان نہ لاؤ اور تم لوگ کبھی ایماندار نہ ہوگے جب تک آپس میں ایک دوسرے
ے محبت نہ کروگے میں تم کو ایک ایسی بات بتلا دیتا ہوں جس پر عمل کرنے سے تم لوگوں میں
ے دوسرے سے محبت ہوجائے گی اور وہ بات یہ ہے کہ تم لوگ آپس میں سلام پھیلایا کرو
نی ہر مسلمان شخص کو سلام کیا کرو عام اس سے کہ جان پہچان ہو یا نہ ہو)

افسوس ہے کہ اکثر مسلمانوں نے آج اپنی ظاہری صورتوں کو بگاڑ لیا ہے اس لئے اکثر شبہ
ں وجہ سے اُن کو سلام کرتے ہوئے آدمی پس و پیش کرتا ہے اور اس اعلیٰ تعلیم کی برکتوں سے محروم رہتی ہے

حرص

سورۃ		رکوع
	نِ الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ	
الہمزہ	وہ جمع کرتا ہے مال کو اور گن گن کر رکھ چھوڑتا ہے	۱

آیتِ شریف میں مال جمع کرنے والے کی مذمت ہے جو کثرتِ مال کی خواہش اور بخل ہر دو پر اطلاق
کیے جانے کے قابل ہے۔ ننانوے کا پھیر مشہور ہے۔ خدا کسی کو اِس میں مبتلا نہ فرمائے۔

حقیقت میں مال تو اس لئے ہے کہ اُس سے نیکیاں خریدی جائیں۔ اپنے اپنے اہل و عیال
نے کنبے اپنی قوم اپنے ملک اپنے مذہب اور اللہ کی مخلوق کو اُس سے فائدہ پہنچایا جائے نہ کہ مرجانے
کے بعد بینک میں چھوڑ جانے کے لئے۔

اللہ تعالیٰ جس کو مال عطا فرماتا ہے اُس کو گویا اپنا خزانہ دار اور امانت دار بناتا ہے [illegible]

اور امانتدار کا یہ فرض ہے کہ مالک کی مرضی کے مطابق اُس کو صرف کرے۔ نہ کہ اُسکے احکام کے خلاف عمل کرتے
حدیث شریف میں انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان
وں جوں بوڑھا ہوتا جاتا ہے اس میں دو چیزیں جوان ہوتی ہیں (ایک تو) مال کی طمع (دوسرے)
کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر دو بھوکے بھیڑیے بکریاں
رکے مدرسے) میں چھوڑ دیے جائیں تو وہ دونوں بکریوں میں اتنا فساد برپا نہ کریں گے جتنا کہ انسان
کے مال اور مرتبہ کی طمع اس کے دین میں فساد برپا کرتی ہے۔
انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر انسان کے (پاس) دو میدان
ل سے بھرے ہوئے ہوں جب بھی تیسرے (میدان) کا خواہشمند رہیگا۔ انسان کے پیٹ کو
بجز مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور جو شخص توبہ کرے (حرص سے اور قناعت اختیار کرے
تو خدا اُس کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے)

چشم تنگ کور دنیا دار را
با قناعت پُر کند یا خاک گور

صرف دُنیا دار ہو جانا

سورہ	بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ٥ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ٥	رکوع
اعلیٰ	بلکہ تم اپنی دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو حالانکہ آخرت بدرجہا بہتر اور پائدار ہے۔	۱

جو دنیا دین کے مطابق اور آخرت کی بہتری کیلئے نہ ہو یقیناً وہ لعنت کیے جانے کے لائق
ہے اور ایسی دنیا کا محبت کرنے والا اندھا اور بہرا جس کے سامنے غار ہے اور ناصح کی نصیحت کو
حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ دنیا ہم سے پیٹھ موڑ کر چلی جانے والی ہے
اور آخرت ہمارے سامنے آنیوالی ہے اور ان دونوں کے بیٹے (طالبین) ہیں پس تم آخرت کے بیٹے

بن جاؤ دنیا کے بیٹے نہ بنو اس لئے کہ آج (دنیا میں) عمل ہے اور حساب نہیں ہے اور کل (آخرت میں) حساب ہے اور عمل نہیں ہے۔

قتادہ بن نعمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خدا تعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اس کو دنیا سے اس طرح روکتا ہے جس طرح تم میں کوئی شخص اپنے (اُس) بیمار کو پانی سے روکتا ہے (جس میں پانی پینا مضر ہو)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے دنیا سے کیا مطلب۔ مجھے دنیا سے صرف اتنا ہی تعلق ہے جیسے کوئی (مسافر) سوار کسی درخت کے سایہ میں ٹھہر جائے اور (تھوڑی دیر) آرام لیکر اس کو چھوڑ جائے (اور چلا جائے)

ریا

مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَوٰةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

جو شخص دنیا کی زندگی اور زینت چاہتا ہے اس کو ہم دنیا ہی میں اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیتے ہیں اور ان کے ساتھ اس بدلہ دینے میں کوئی کمی نہیں کیجاتی۔ یہی ایسے لوگ ہیں جن کیلئے آخرت میں بجز آگ کے کچھ نہیں ہے اور دنیا میں جو کچھ اعمال کیے تھے وہ سب ضایع ہو گئے اور باطل تھا جو عمل وہ دنیا میں کیا کرتے تھے

آیت شریف میں ریا سے عمل کرنے کی انتہائی برائی بیان کیگئی ہے۔ ریاکار کے اچھے سے اچھے عمل کو فضول اور نقصان دہ بتایا گیا ہے۔ ذیل کی حدیث آیت شریف کی تشریح میں انکے لئے عبرت ہے جو اپنے اعمال کو اخلاص سے نہیں سنوارتے۔

شقی ابھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جو (لوگ) بلائے جائیں گے (وہ تین اشخاص ہیں) ایک
وہ شخص ہے جسنے قرآن کو جمع (حفظ) کیا اور (دوسرا) وہ شخص جو خدائے پاک کی راہ میں مقتول
ہوا اور (تیسرا) وہ شخص جو مالدار تھا تو اللہ تعالیٰ قرآن پڑھنے والے سے پوچھے گا کہ کیا میں نے تجھکو
وہ چیز نہیں سکھائی جو میں نے اپنے رسول پر نازل کی وہ کہے گا ہاں اے پروردگار۔ خدا تعالیٰ
پوچھیگا پھر تو نے اس کو سیکھ کر کیا عمل کیا۔ وہ کہیگا کہ رات رات بھر اور دن دن بھر اُس کو پڑھا
کرتا تھا تو خدا تعالیٰ فرمائیگا کہ تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی اس کو کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے تیرا
مقصود اس (پڑھنے سے) یہ تھا کہ یہ کہا جائے (اور مشہور ہو) کہ فلاں (شخص) قرآن بہت
پڑھتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کہا گیا (اور تو قرآن والا مشہور ہو گیا) پھر مالدار شخص پیش کیا جائیگا
تو خدا تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ کیا میں نے تجھ کو اتنی وسعت (اور مقدرت) نہ دی کہ میں نے
تجھ کو کسی کا محتاج نہ بنایا وہ کہیگا کہ ہاں اے پروردگار پھر خدائے تعالیٰ پوچھے گا کہ تو نے
میری دی ہوئی چیز میں کیا عمل کیا وہ کہیگا کہ میں رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتا تھا اور
خیرات کرتا تھا۔ خدائے تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے پھر
خدائے تعالیٰ اس سے فرمائیگا بلکہ تیرا ارادہ (اس خیرات وغیرہ سے) یہ تھا کہ یہ کہا جائے (اور مشہور
ہو) کہ فلاں شخص بڑا سخی ہے چنانچہ ایسا ہی کہا گیا (اور تو سخی مشہور ہو گیا) پھر وہ شخص پیش کیا
جائیگا۔ جو خدا کی راہ میں مقتول ہوا ہے تو خدائے تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ تو کس امر میں قتل
ہوا وہ کہے گا۔ کہ تو نے اپنی راہ میں جہاد کا حکم دیا تو میں نے جہاد کیا حتیٰ کہ قتل ہوا تو خدا تعالیٰ
اس سے فرمائیگا کہ تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے اور خدا تعالیٰ
فرمائیگا بلکہ تیری نیت (اس جہاد سے) یہ تھی کہ یہ کہا جائے (اور مشہور ہو) کہ فلاں شخص بڑا

رسامعہ نواز نغموں سے جو اُن کی ہر شے کے اندر سرایت کیے ہوئے ہیں بچائے رکھتے ہیں۔

محمد بن المنکدر سے روایت ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ بقر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیگا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو اپنے کانوں کو کھیل اور شیطان کے باجوں سے دور رکھتے تھے ان کو مشک کی زمین میں داخل کرو۔ پھر فرشتوں سے فرمائیگا کہ ان کو بہر حمد و ثنا سناؤ اور ان کو خبر کردو کہ نہیں ہے ان کو کوئی خوف انہی غم

فریب

سورۃ	يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ	رکوع
البقر	فریب کرتے ہیں اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں اور حقیقت میں کسی کے	۲
	ساتھ بھی چالبازی نہیں کرتے بجز اپنی ذات کے اور وہ اس کا شعور نہیں رکھتے	

آیت شریف ہر قسم کی دغابازی چالبازی، فریب اور دھوکے کی مذمت میں ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے چالبازی کرے گا وہ پھر انسانوں کے ساتھ کیا کچھ نہ کرے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اگلوں اور پچھلوں کو جمع کریگا تو ہر دغاباز کے لئے ایک جھنڈا کھڑا کریگا جس سے وہ پہچانا جائے گا تو کہا جائیگا کہ یہ فلاں شخص کا فریب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح اس نے دنیا میں اپنے فعل کو چھپایا تھا اُسی طرح قیامت کے دن تشہیر کیجائے گی اور وہ ذلیل کیا جائے گا۔

رشوت

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ
جھوٹ باتوں کے سُننے والے اور مال حرام کے بڑے کھانے والے

آیتِ شریف میں اُن لوگوں کی بُرائی ہے جو دوسرے کا مال کسی طرح سے ناحق اینٹھتے ہیں
اس بیماری کے چند اسباب ہوتے ہیں ایک تو خدا کا خوف نہ ہو اور قیامت کے دن حساب وکتاب پر
ایمان نہ ہو دوسرے دنیا کی خوشحالی اور عیش پرستی کا خیال مسلّط ہو گیا ہو تیسرے توکّل اور قلب کے
غنا کی لذت سے ناواقفیت ہو۔ علاج اس کا وہی ہے جس کے نہ ہونے سے یہ بیماری پیدا ہوتی ہے
اور اُوپر جس کا نام لیا گیا۔

آج جو لوگ اپنے بچّوں کو پہلے قرآنِ مجید کی تعلیم معنی و مطلب کے ساتھ دلاکر پہلے پکّا مسلمان
نہیں بنا لیتے یا خود اپنے کو پکّا مسلمان بنا نہیں لیتے اور عیسائیت کی تعلیم کو اصل بنا لیتے ہیں اور
اس کے بعد اُن حکومتوں کے دست وبازو بننے کے لئے دفاتر کے ملازم بن جاتے ہیں جو سراسر
قرآنی تعلیمات کے خلاف اور اسلام سے بغاوت پر اللہ کی نافرمانی میں ہوتی ہیں۔

رشوت ایک قسم کا ظلم ہے اور رشوت لینے والا ظالم لیکن چونکہ شریعتِ اسلامیہ کو اس کا
سدّباب منظور ہے اس لئے راشوت دینے والا مظلوم نہیں بلکہ وہ بھی ظالم ہی میں شمار کیا گیا ہے
یعنی اُس کو بھی گناہگار گردانا گیا ہے

ابوہریرہؓ سے اور عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ کہا دونوں نے کہ حضرت صلعم نے لعنت
کی اُس کو جو رشوت دے اور اس کو جو حکم میں رشوت لے۔

حکم سے مراد حاکم ہو کر رشوت لینے سے ہے۔ مراد یہ ہے کہ حاکم انصاف کیلئے ہوتا ہے اور وہ رشوت
لیگا تو ناانصافی کی طرف جھکیگا۔ آج دفاتر میں جو رشوت کا بازار گرم ہے اور جس کو "حق" وغیرہ کے
نام سے یاد کیا جاتا ہے وہ مسلمان حاکم اور مسلمان بادشاہوں کی خاص توجہ کے لائق ہے یقیناً
کوئی مومن کچہریوں میں کسی کام کے لئے جانے کے بعد اپنے ایمان کو محفوظ نہیں لا سکتا۔ الا ماشاء اللہ
معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو یمن کا حاکم کر کے بھیجا

پھر جب میں چلا تو مجھ کو واپس بلایا۔ تو میں واپس کیا گیا۔ فرمایا تو جانتا ہے کہ میں نے تجھ کو بلا بھیجا۔ میرے حکم کے بغیر کوئی چیز نہ لینا۔ اس واسطے کہ وہ چیز چوری ہے اور جو کوئی چھپائیگا۔ لائیگا اپنا چھپایا ہوا قیامت کے دن۔ اسی واسطے میں نے تجھ کو بلایا تھا۔ سو چلا اپنے کام پر۔ ترمذی اسکے راوی

امانت میں خیانت

سورة		رکوع
	وَمِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ یُّؤَدِّهٖ اِلَیْکَ ج	
آل عمران	وَمِنْهُمْ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِیْنَارٍ لَّا یُؤَدِّهٖ اِلَیْکَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَیْهِ قَآئِمًا	۸
	اور اہل کتاب میں سے بعض شخص ایسا ہے کہ اگر تم اُس کے پاس انبار کا انبار مال بھی امانت	
	رکھو تو وہ اس کو تمھارے پاس لا رکھے اور ان ہی میں سے بعض وہ شخص ہے کہ اگر تم اسکے	
	پاس ایک دینار بھی امانت رکھ دو تو وہ بھی تم کو ادا نہ کرے۔ مگر جب تک کہ تم اسکے سر پر کھڑے رہو	

آیت شریف کا حکم عام ہے امانت لیکر خیانت کی نیت یا امانت لیکر واپس کرنے میں پس و پیش وغیرہ یہی حال قرضداروں میں سے اکثر کا ہوتا ہے وہ بغیر سمجھے بوجھے قرضدار بن جاتے ہیں اور پھر قرضخواہوں سے منہ چھپاتے ہیں۔ بسا اوقات انکار کر بیٹھتے ہیں اور عدالت تک جانے کی نوبت

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بنی اسرائیل میں سے ایک مرد کا ذکر کیا جس نے دوسرے بنی اسرائیل سے ہزار اشرفیاں قرض مانگیں تو اُس نے کہا کہ گواہوں کو لا کہ ان کو قرض کا گواہ کروں تو اُس نے کہا کہ خدا کا گواہ ہونا کفایت کرتا ہے۔ قرض دینے والے نے کہا تو کوئی ضامن ہی لا۔ اُس نے کہا خدا کا ضامن ہونا ہی کفایت کرتا ہے اُس نے کہا تو نے سچ کہا پھر اس نے اُس کو ہزار اشرفیاں کچھ مدت ٹھیرا کر دیں۔ سو وہ سوداگری کرنے کے واسطے سمندر کے سفر میں گیا۔ سو اپنے کام سے فراغت کر چکا پھر اُس نے جہاز تلاش کیا تاکہ سوار ہو کر معیّن مدت کے اندر قرض دینے والے کے

پاس گئے مگر اُس نے کوئی جہاز نہ پایا۔ اس لئے اُس نے ایک لکڑی کو لیکر کھو کھلا کیا۔ پھر اُس میں اشرفیوں کو
بھرا اور اپنا ایک خط قرض دینے والے کے نام کا اس میں ڈالا۔ پھر اُس کے منہ کو خوب بند کیا اور
سمندر پر لے آیا اور کہا کہ الہٰی تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں سے ہزار اشرفیاں قرض لی تھیں سو اُس نے
مجھ سے گواہ مانگا تھا میں نے کہا تھا کہ خدا تعالیٰ کا گواہ ہونا کفایت کرتا ہے وہ تیری گواہی پر راضی
ہو گیا تھا اور اُس نے مجھ سے ضامن مانگا تھا تو میں نے کہا تھا کہ خدا کا ضامن ہونا کفایت کرتا ہے
وہ تیری ضمانت پر راضی ہو گیا تھا۔ اور میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی جہاز پاؤں تاکہ اس کا قرض
پہنچاؤں سو میں نے نہ پایا۔ اب میں یہ لکڑی تجھ کو امانت سپرد کرتا ہوں پھر اس نے اُس کو سمندر میں
ڈال دیا۔ یہاں تک کہ وہ ڈوب گئی۔ پھر وہاں سے پلٹ آیا۔ پھر دیکھنے کو نکلا وہ مرد جس نے اُس کو
قرض دیا تھا کہ شاید کوئی جہاز اس کا قرض مال لایا ہو سو ناگہاں وہ لکڑی اس کو نظر پڑی جس میں
مال تھا پس اُس کو اپنے گھر والوں کے جلانے کے واسطے لیا۔ پھر جب اُس کو چیرا تو مال اور خط کو
(اس میں) پایا۔ پھر مدت کے بعد جس کو قرض دیا تھا وہ آیا اور ہزار اشرفیاں لایا اور کہا قسم خدا کی میں
ہمیشہ جہاز کی تلاش میں کوشش کرتا رہا کہ میں تیرے پاس تیرا مال لاؤں سو اس وقت کے آنے سے
پہلے میں نے کوئی جہاز نہ پایا۔ قرض دینے والے نے کہا کہ البتہ خدا نے تیری طرف سے جو مال کہ تو نے
لکڑی میں بھیجا تھا اس کو پہنچا دیا۔ اس لئے تو اب اپنی ہزار اشرفیاں خیریت سے پھیر لیجا۔ مبارک ہیں
وہ لوگ جن کا عمل اس آیت شریف کے مطابق ہو۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ
اِلٰٓی اَھْلِھَا۔ خیانت کرنیوالے کے حق میں ہے۔ وَمَنْ یَّغْلُلْ یَاْتِ بِمَا غَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ خدا
کے بندے ایسے بھی ہوئے ہیں جو بغیر لکھا پڑھی کے بھی صرف خدا کے خوف سے
امانت اور قرض کا پورا حق ادا کرتے ہیں۔

پ سے ایک آدمی کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ کسی آدمی کا کچھ ذکر کروں اور مجھ کو
ں کے بدلے اتنا اتنا مال ملے (مطلب یہ تھا کہ ذکر کرنے سے کچھ نہ کچھ غیبت ہو جاتی ہے)
حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ چغلخور جنت میں داخل نہ ہوگا۔

اکھڑ طبیعت ہونا

لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ص

اگر آپ اکھڑ طبیعت ہوتے تو آپؐ کے پاس سے لوگ ہٹ جاتے۔

آیت شریف میں اکھڑ طبیعت ہونے کو برا کہا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اکھڑ طبیعت
وگا۔ تو لوگ اُس سے موانست حاصل نہ کریں گے۔ اور پھر وہ اسلام کے کارہائے نمایاں انجام نہ دے سکیگا
علیم و تبلیغ اور جہاد کیلئے لوگوں کو جمع نہ کر سکیگا۔
آیت شریف سے آنحضرت صلعم کے قلب مبارک کی تعریف میں نرمی کا اظہار ہے۔ آپ رحمت عالم
تھے اور رؤف و رحیم ہونا آپ کی شان سے تھا۔ اس لئے اکھڑ طبیعت نہیں ہو سکتے تھے۔

جھوٹ

لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ

جھوٹوں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔

آیت شریف میں جھوٹ کی برائی ہے اور جھوٹے پر اللہ کی لعنت کی گئی ہے۔ جھوٹے شخص کا
ں ایک عجیب شرم و ندامت میں مبتلا ہوتا ہے لیکن وہ اپنے ضمیر کو دھوکا دیتا ہے۔ رفتہ رفتہ دلیر
ہو جاتا ہے اور پھر جھوٹ بولنا ایک فیشن قرار پا جاتا ہے اور خوبصورت جھوٹ سے جج اور حاکم کو فریب میں

جو لوگ جھوٹ کو جھوٹ نہیں سمجھتے اُن کی حالت بھی عجیب ہوتی ہے اور آج اگر کوئی اس کا نظارہ کرنا چاہے تو جس طرف نکل جائے اور جس سے ملے بیشتر یہ ہوگا کہ لوگ جھوٹے ملیں گے اور جھوٹ بولنے بڑی بات یہ ہے کہ دروغ کو اس لیے فروغ ہے کہ صداقت پر پردے پڑے ہوئے ہیں حکم تھا کہ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ قرآن جو سراپا صدق ہے اس کا علم و عمل باقی نہ رہا۔ اس لیے سچے مفقود ہو گئے۔ کھرا سکہ باقی نہ رہا اس لئے بازار میں کھوٹے سکے چل پڑے اور یہ سب اُس وقت تک باقی رہے گا جب تک دنیا قرآنی سچائی نہ پہچانے

لہو و لعب

عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ

اور لغو سے بچتے ہیں

آیتِ شریف کے اس ٹکڑے میں مومن کی شان کو جس سے بلند و ارفع فرمایا گیا ہے وہ بیہودہ چیز ہے جو دین کے کام نہ آئے۔ بعض لوگ لغویات میں مبتلا ہوتے ہیں اور منع کیا جائے تو فضول لہویات سے کام لیتے ہیں دراصل وہ نفس پرستی میں مبتلا ہوتے ہیں، دین کی باتیں اُن کو پسند نہیں ہوتیں اور لغویات پسندیدہ خاطر ہوتی ہیں اس لئے اُس میں روپے اور اوقات صرف کرتے ہیں۔

یورپ کی طاغوتی چیزیں جس طرح آج ہر گھر میں سما گئی ہیں اور ہر بدن پر مسلط ہو گئی ہیں ہر گلی اور ہر بازار میں جو ہر طرف نظر آتی ہیں اُن کی رنگا رنگی اور گونا گونی سے مسلمان جو سمجھنے والی قوم ہے وہ بھی سحر زدہ ہو گئی ہے۔ ان شیطانی چیزوں میں سے کھیل اور راگ بھی ہیں جو گویا اس فرقے کے سامنے عیب نہیں صواب بلکہ ہنر اور قابلِ فخر چیز ہے۔ اگرچہ ان کے بعض کھیل اور بعض چیزیں دین کیلئے ہوں تو مفید بھی ہیں مگر عموماً تو دین کے خلاف اور دین کے عین فرائض کے وقت فرائض کو چھوڑ کر مشغلہ بنی رہتی ہیں مبارک ہیں وہ لوگ جو اس شیطانی دور میں اپنے کو یورپ کے حسین کھیل

سورۃ	اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا	رکوع
النساء	بیشک اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دوست نہیں رکھتا جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں شیخی کی باتیں کرتے ہوں	۶

آیت شریف میں شیخی کرنے والے اور غرور کرنے والے کی مذمت بیان ہوئی ہے اگر یہ لوگ غور کریں تو معلوم ہو جائے کہ نظم خداوندی نے دنیا میں ایک کو دوسرے پر غرور و شیخی کرنے کا موقع ہی نہیں دیا ہے اور پھر حقیقت میں بڑائی تو صرف اللہ کی ہے۔ محتاج و ضعیف انسان اگر اسکا مرتکب ہوتا ہے تو اپنا نقصان کرتا ہے اور ناحق دوسروں کو چھوٹا اور ذلیل سمجھ کر اپنے کو چھوٹا اور ذلیل ثابت کرتا ہے۔

سود خواری

سورۃ	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا	رکوع
البقر	إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ	۳۸
	اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود کا بقایا ہے اس کو چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو	
	پھر اگر تم نہ کروگے تو اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ سن لو۔	

آیت شریف میں سود کی انتہائی برائی بیان کی گئی ہے اور سود خوار کو دشمنِ خدا اور رسول قرار دیا گیا ہے۔ سود کے رواج سے جس قدر اخلاق پر برا اثر پڑتا ہے۔ سوسائٹی کو نقصان پہنچتا ہے اور حاجتمندوں پر مظالم ہوتے ہیں اور مظلوموں پر مصیبتیں آتی ہیں وہ مستحق بھی اسی کے تھے۔

ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سود کے کھانے اور

… دونوں پر لعنت فرمائی۔ نیز اس کے شاہد اور کاتب پر بھی۔ تَعَاوَنُوا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی آیتِ شریفہ کی خلاف ورزی سے آج شاید ہی کوئی محکمہ اور اس کے ملازمین بچے ہوں اور پھر غضب یہ ہے کہ اس سے عام بیزاری کا موثر طریق پر اظہار کرنے والی جماعت موجود نہیں جس سے آئندہ کے سدِباب کی امید ہو۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئیگا کہ بجز سود کھانے والوں کے اور کوئی باقی نہیں رہے گا جو سود نہیں کھائیگا۔

اس حدیث کی خلاف ورزی بھی عام ہو چکی ہے بینک کے رواج نے اور یورپ کی تقلیدی تجارت نے اکثر مسلمانوں کے ایمان و یقین پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس کا نظارہ تجارتی شہروں میں اچھی طرح کیا جا سکتا ہے۔ توفیقِ الٰہی جن کے شریکِ حال ہو وہ مشکلات پر حادی ہوتے ہیں اور عاقبت کا خیال اُن کو ایسا متقی بنا دیتا ہے کہ بہانہ نہیں ڈھونڈھتے اور ناجائز کو جائز کرنے کے لئے تاویلات سے کام نہیں لیتے۔ جیسا کہ دیکھا جا رہا ہے۔

معمر بن عبداللہ بن نافع سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے غلام کو ایک صاع گیہوں دیکر بھیجا اور کہدیا کہ اس کو بیچ کر جَو خرید لا۔ غلام گیا اور ایک صاع سے زائد لے آیا۔ معمر نے کہا کہ تو نے ایسا کیوں کیا۔ جا برابر لے آ۔ اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ غلّہ غلّہ کے بدلے برابر فروخت کیا جائے۔ اور اس زمانے میں ہمارے کھانے کا غلّہ جَو ہی تھا۔ لوگوں نے کہا کہ جَو اور گیہوں ایک جنس نہیں ہے (یعنی بوجہ اختلاف جنس زائد لینا جائز ہے) انھوں نے کہا کہ میں خوف کرتا ہوں کہ شاید ایک ہی جنس سے ہوں۔

ابو محمد مصلح

مطبوعہ اعظم اسٹیم پریس ۱۱۳۰۰